اصحاب حسینی کا ثبات قدم

ڈاکٹر ریحان حسن

بنی نوع انسان کا باہم میل جول رکھنا دنیا میں زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کیونکہ ہر انسان امور معاش و معاد میں ایک دوسرے کا محتاج ہوتا ہے۔ اس بنا پر انسان کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ وہ اپنے لئے ایسے ہم نشین اور ساتھی کی جستجو کرے جس کی مصاحبت ودوستی سے دنیوی زندگی میں نیکی اور (اس کی ہم نشینی سے) اپنے امور معاد کی اصلاح کرسکے، چنانچہ جب حضرت عیسیٰ ؑ کے حواریوں نے سوال کیا کہ ہم کسے اپنا رفیق اور ساتھی بنائیں تو فرمایا کہ اپنا رفیق اور ساتھی بنانے کے لئے ایسے شخص کو منتخب کرو جس کے عادات واطوار کو دیکھ کر پروردگار یاد آجائے۔

تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ لفظ صحابی میں عظمت ووقار کی آمیزش اس وقت ہوئی جب کہ یہ لفظ حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں اور اصحاب کہف کے لئے استعمال ہوا لیکن لفظ صحابی کو عظمت ووقار کی معراج نواسہ رسولؐ کے باعظمت ساتھیوں سے ملی جیسا کہ سرکار امام حسینؑ نے میدان کربلا میں اپنے صحابیوں کے لئے فرمایا ''وَاللّٰہِ انّی لاَ اَعْلَم اَصْحَاباً اَوْفیٰ مِن اَصحَابِی'' خدا کی قسم میں کسی کے ساتھیوں کو اپنے اصحاب سے زیادہ وفا شعار نہیں پاتا۔

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت امام حسینؑ اثناء راہ مسلسل اپنی شہادت اور نت نئے شدائد ومصائب کا یقین دلاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے جاتے تھے کہ ہم تم سے اپنی بیعت کو اٹھائے لیتے ہیں تم لوگ واپس چلے جاؤ مگر اصحاب حسینؑ کے ثبات قدم میں مصائب و شدائد کو دیکھ کر ذرہ برابر بھی لغزش پیدانہیں ہوتی۔ اصحاب امام حسینؑ تو کربلا کے میدان میں قرآن مجید کی اس آیۂ کریمہ کی عملی تفسیر لکھ رہے تھے جس میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے ''وَ کَاَیِّنْ مِنْ نَبِیٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِیُّونَ کَثِیرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ''[۱] ''یعنی ایسے پیغمبر بہت سے گزر چکے ہیں جن کی معیت میں اللہ والوں نے جہاد کیا اور پھر ان کو خدا کی راہ میں جو مصیبت پڑی ہے تو انہوں نے نہ ہمت ہاری اور نہ کمزوری دکھائی اور نہ گڑگڑائے اور صبر کرنے والوں کو خدا دوست رکھتا ہے۔''

ضعف وکمزوری کے کون سے ایسے اسباب ہیں جو میدان کربلا میں یکجا نہ ہوگئے ہوں۔ تین دن کی بھوک اور پیاس کے ساتھ ساتھ اعداء دین کی ایسی سخت کلامی سے بھی اصحاب حسینؑ کا مقابلہ تھا جو زہر آلود تلواروں سے بھی شدید اذیت رساں تھی مگر تشنگی وگرسنگی کے ساتھ ساتھ بے انتہا شدائد وتکالیف کے باوجود اصحاب حسینؑ نے غنیم کے آسودہ سورماؤں سے جس بے جگری سے مجادلہ ومقابلہ کیا ہے اس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔

امام حسینؑ نے شب عاشورا اپنے اعزاء اور اصحاب کو جمع کرکے فرمایا کل کے دن میں قتل کیا جاؤں گا اور کل جو بھی میرے ساتھ ہوگا وہ ضرور قتل کردیا جائے گا لہٰذا میں تم سے اپنی بیعت اٹھائے لیتا ہوں اور تمہیں بخوشی اجازت ہے کہ تم لوگ پروہ شب میں جہاں چاہو چلے جاؤ اس ہمت شکن تقریر کے بعد بھی اصحاب امام حسینؑ نے اپنے دل میں یہ خیال بھی نہیں آنے دیا کہ اپنا تحفظ کریں بلکہ اس کریمانہ اور رحیمانہ تقریر کے بعد مسلم بن عوسجہ اسدی نے کھڑے

ہوکر یوں عرض کیا:

''یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسے نازک وقت میں ہملوگ آپ کا ساتھ چھوڑ دیں ہمیں تو پروردگار عالم کے سامنے آپ کے حقوق کو ادا کرکے جواب دہی کا سامنا کرنا ہوگا۔ بخدا مجھ سے یہ ہوہی نہیں سکتا۔ خدا کی قسم ہم آپ کا ساتھ چھوڑ کر نہ جائیں گے تاکہ علم ہوجائے کہ آپ کے حقوق کو ادا کرنے میں رسول خداؐ کے حقوق کا خیال رکھا ہے۔''

حضرت سعید بن عبد اللہ الحنفی نے عرض کیا۔

''بخدا اگر آپ کے تحفظ کے حق میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر جلایا جاؤں اور میری خاک ہوا میں اڑادی جائے اور یہی برتاؤ میرے ساتھ ستّر مرتبہ کیا جائے تو بھی میں آپ سے جدا نہ ہوں گا۔'' ۲۔

ہر انسان کو اپنی اولاد عزیز ہوتی ہے لیکن اصحاب امام حسینؑ میں ایسے افراد بھی تھے جو امام کے مقابلے میں اپنی اولاد تک کو بھی کچھ نہیں سمجھتے تھے۔ انہیں درندوں کا لقمہ بننا پسند تھا لیکن امام عالی مقام کو تنہا چھوڑ کر جانا گوارہ نہ تھا۔ ابو الفرج اصفہانی ناقل ہیں کہ ایک شخص باہر سے آیا اور لشکر گاہ امام حسینؑ میں جاکر حضرت کے ایک صحابی محمد بشیر خضری سے کہا کہ تیرا بیٹا گرفتار ہوگیا ہے۔آؤ ہمارے ساتھ چلو اور ہم لوگ اس کی رہائی کے لئے کوشش کریں۔صحابی امام نے جواب میں کہا کہ ہم صبر کرتے ہیں، خدا سے اس کا اور اپنی شہادت کا اجر پائیں گے۔ امام نے سن کر فرمایا نہیں نہیں تم جاؤ ہم نے بیعت تم سے اٹھالی ہے بلکہ ہم تم کو مال بھی دیتے ہیں تاکہ اسے فدیہ دے کر اپنے بیٹے کو قید سے چھڑالو۔صحابی نے عرض کیا یہ کیوں کر ممکن ہے کہ ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں اور پھر لوگوں سے آپ کی خبر پوچھتے پھریں۔ خدا کی قسم کبھی ایسا نہیں ہوسکتا نہ آپ کو چھوڑ سکتا ہوں یہ کہہ کر رخصت ہوئے اور میدان کارزار میں آکر جہاد کیا شہادت کے منصب اور پر فائز ہوگئے۔

صبح عاشور جب نمودار ہوئی تو حسینؑ کے پروانے امام عالی مقام سے اجازت لے لے کر میدان کارزار میں داد شجاعت دیتے یہاں تک کہ وقت نماز ظہر آپہنچا چنانچہ ابو ثمامہ صیداوی نے کہا:

'' فرزند رسول نماز ظہر کا اوّل وقت آگیا۔ دل یہ چاہتا ہے کہ نماز ظہر آپ کی اقتدا میں پڑھ کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو امام نے بے ساختہ فرمایا۔'' ہاں یہ اوّل وقت نماز ہے، تم نے نماز کو یاد کیا خدا تمہیں نماز گزاروں اور نماز کے یاد رکھنے والوں میں شامل کرے۔'' ۳۔

ایسے پر ہول ماحول میں جب کہ انسان اپنے ہوش وحواس بھی بجا نہیں رکھ پاتا نماز کے اوّل وقت کا خیال رکھنا محض اصحاب حسینؑ ہی کے بس کی بات تھی۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب امیر المومنین حضرت علیؑ نے جنگ صفین میں تیروں کی بارش کے درمیان باطمینان مصلّے بچھا کر نماز اور وظائف پڑھنا شروع کیا تو آپ کے صحابیوں نے آپ کو روکنا چاہا لیکن حسینؑ کے اصحاب ایسے تھے جو جنگ میں تیروں کی بارش کے دوران اوّل وقت نماز کی یاددہانی کر کے فریضہ کو ادا کرنا چاہتے تھے میدان جنگ میں نماز قائم رکھنے کا عزم صرف حسینؑ ہی کے اصحاب کے بس کی بات تھی۔ ان کے طریقہ عمل سے آج بھی دنیا کو ایثار وقربانی خیال آخرت اور پاس امام کا درس ملتا ہے۔

حضرت امام حسینؑ نے لشکر یزید سے نماز پڑھنے کی مہلت طلب کی لیکن نماز پڑھنے کی مہلت نہ دی گئی ۔حصین ابن نمیر نے کہا بھلا تمہاری نماز بھی قبول ہوگی۔ حصین بن تمیم کی بے ادبی اور اسلام سوز حرکت کا جواب دینے کے لئے امام حسینؑ کے بچپن کے دوست حضرت حبیب ابن مظاہر نے غضبناک ہوکر فرمایا:

''اے فاجرہ ماں کے بیٹے فرزند رسول کی نماز قبول نہیں ہوگی تو کیا تیری قبول ہوگی یہ کہہ کر حصین پر حملہ کردیا حصین کے گھوڑے پر وار کیا چنانچہ گھوڑا بدک گیا اور حصین گر گیا۔ حبیب نے چاہا کہ قتل کردیں مگر یزید کے سپاہیوں نے حصین کو آکر اٹھالیا اس وقت امامؑ نے زہیر ابن قین اور سعید بن عبد اللہ سے فرمایا کہ تم دونوں آگے کھڑے ہوجاؤ تا کہ میں نماز ظہر ادا کرلوں پس وہ دونوں بہادر سینہ سپر ہوکر کھڑے ہوگئے اور تیروں کو اپنے جسم پر روکنے لگے' اس طرح امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کے ساتھ بعنوان صلوٰۃ خوف نماز کو با جماعت ادا کیا۔'' [۴]

امام حسینؑ نے سلام پڑھا تو سعید ابن عبد اللہ تیروں، نیزوں اور تلواروں سے زخمی ہوکر آپ کی آغوش مبارک میں آگرے دم توڑتے ہوئے عرض کیا یَا بنَ رَسُولُ اللّٰہِ ھَلْ وَفَیتُ یعنی اے فرزند رسول! کیا میں نے وفا کی ؟ آپ نے پیشانی کا بوسہ لے کر فرمایا اے سعید پروردگار تمہیں جزائے خیر دے۔ ایک روایت میں ہے کہ زہیر وسعید کی شہادت بہت زیادہ تیر لگ جانے کی وجہ سے نماز ختم ہونے کے فوراً بعد ہوگئی تھی۔ بیشک ابو ثمامہ صیداوی مہلت نماز طلب کرنے کے درمیان نصرت امام عالی مقام کرتے کرتے شہید ہوگئے، مگر فضیلت نماز کی وہ عظمت بتا گئے جو عبادت کے

شوقین بندوں کے قلوب سے ہرگز معدوم نہیں ہوسکتی۔

کتب تاریخ شاہد ہیں کہ وہ تیروں کی بارش میں بھی باہم مذاق کررہے تھے۔وہ تلواروں کے سائے میں بھی انگڑائیاں لے رہے تھے، وہ پتھروں اور تیروں کی بارش کو پھولوں کی بارش سمجھتے تھے، ان کے اٹھتے ہوئے قدم کو نہ تلواروں کی دھار روک پائی، نہ سنانوں کی دھاردارنوک۔ وہ میدان میں زخم پر زخم کھاتے رہے اپنی جان کو حسینؑ پر نثار کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرتے رہے لیکن اپنے آقا ومولا کر نرغہ اعداء میں چھوڑ کر پلک جھپکنے کے لئے بھی جانا گوارا نہیں کررہے تھے۔ اصحاب حسینی کا یہ عدیم النظیر ایثار پوری دنیا کے لئے سبق آموز ہے۔

عمر وبن قرطبہ انصاری نے میدان کربلا میں چوطرفہ لڑائی لڑکر اپنے جسم کو فرزند رسولؐ کی ڈھال بنادیا جو تیرآیا اپنے جسم پر لے لیا جو نیزہ آیا اپنے جسم پرروکا حتی کہ زخموں سے چور چور ہوکر زمین پر گرے۔ امام حسینؑ نے فرمایا اے عمرو تیری قربانی دنیا میں تاریخ کا حصہ اور آخرت میں قابل رشک رہے گی۔ عمرو نے پھر کھڑے ہوکر جنگ کرنا شروع کی اور لاتعداد یزیدیوں کو واصل جہنم کرکے شہید ہوئے۔معرکۂ کربلا میں حسینؑ کے اصحاب وانصار نے اپنے عمل سے یہ ثابت کردیا کہ وہ تسلیم و رضا حق وصداقت اور وفا کی اعلیٰ ترین منزلوں پر فائز تھے بقول منظر لکھنوی ؎

شہیدان وفا کے حوصلے تھے داد کے قابل
وہاں پر شکر کرتے تھے جہاں پر صبر مشکل تھا

مسلم ابن عوسجہ زین سے زمین پر تشریف لائے تو حضرت امام حسینؑ اور حبیب ابن مظاہر دونوں بیک وقت پہنچے امام حسینؑ نے مسلم کے چہرے سے غبار کو صاف کرتے ہوئے فرمایا کہ مسلم اللہ تجھے جزائے خیر دے۔ جب امام عالی مقام ایک جانب ہوئے تو حبیب نے آگے بڑھ کر مسلم کا سرآغوش میں لے کر فرمایا مسلم میرے لئے تم کو اس حالت میں تڑپتے دیکھنا انتہائی شاق ہے اگر مجھے یہ یقین نہ ہوتا کہ میں بھی تمہارے بعد آرہاہوں تو میں تم سے یقینا تمہاری وصیت معلوم کرکے پوری کرتا۔اگر اس کے بعد بھی کوئی وصیت کرنا چاہوتو کرو میں اسے پورا کرنے میں اپنے لئے سعادت سمجھوں گا۔مسلم ابن عوسجہ نے دونوں ہاتھوں کو بلند کرکے فرمایا حَبِیب أُوصِیک بھذاالرجل اے حبیب میں تم سے فرزند رسولؐ کی حفاظت کی وصیت کرتاہوں کہ جب تک تمہاری جان میں جان ہے

امام سے غافل نہ ہونا۔ یہ سن کر حبیب نے فرمایا اے مسلم تم مطمئن ہوکر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو میری جانب سے تمہیں مایوسی نہ ہوگی۔ جیسے ہی حبیب نے عہد کیا مسلم کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

بلاشبہ ایسے نازک ترین لحظات حیات میں اپنے آقا کا اس قدر خیال صرف اصحاب حسینؑ ہی کر سکتے تھے بیشک انہوں نے جانفشانی اور سرفروشی کی جو مثال میدان کربلا میں پیش کردی۔ وہ نہ اس سے قبل پیش کی جاسکی تھی اور نہ قیامت تک پیش کی جاسکے گی۔

آقای محمد باقر دہدشتی بہبہانی لکھتے ہیں:

عابس ابن شبیب شاکری اور غلام عابس شوذب پتھروں ،تلواروں اور نیزوں کے زخموں سے چور چور ہوکر شہید راہ خدا ہوگئے تو عبد اللہ اور عبدالرحمن غفاری ایک ساتھ حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں ڈھاڑھیں مارکر روتے ہوئے آئے تو امامؑ نے فرمایا اگر تم لوگ واپس جانا چاہتے ہوتو اس وقت بھی تمہیں اجازت ہے کہ تم جاسکتے ہو اس لئے کہ یہ لوگ صرف میرے خون کے پیاسے ہیں۔ یہ سن کر دونوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا آقا ہم اپنی جان کے لئے نہیں رو رہے ہیں آپ نے فرمایا پھر گریہ کا سبب کیا ہے آقا ہم اس لئے رو رہے ہیں کہ ہم نے دشمنوں سے آپ کے دفاع کی ہر ممکن کوشش کی لیکن ہمیں اپنے بعد آپ کی تنہائی اور دختران رسولؐ کی بے چارگی ومایوسی رلارہی ہے کاش ہمارے بس میں کچھ ہوتا۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا بہت جلد ہم تمہارے پاس آئیں گے اور دختران رسولؐ کا بھی خدا محافظ ہے تم اپنی منزل کی جانب قدم بڑھاؤ خدا تمہیں جزائے خیر عطا کرے۔ یقینا تمہارے بس میں جتنا تھا تم نے اتنا کیا۔ دونوں نے امامؑ سے وداع ہوکر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیکَ یَا اَبَاعَبدِاللہ پھر میدان جنگ میں پہونچ کر لشکر یزید میں درانہ گھس گئے اور بے شمار دشمنوں کو تہ تیغ کرنے کے بعد شہید ہوگئے۔

حضرت امام حسینؑ کے قتل کی آواز جب بلند ہوئی تو سوید بن مطعاع نے جو کثرت زخم کے سبب غش کھا کر مقتولین میں دب گئے تھے۔مگر جسم میں رمق حیات باقی تھی، یہ آواز سنی کہ امام حسینؑ شہید ہوگئے۔تو وہ دوبارہ لشکر یزید پر حملہ آور ہوئے ان کے پاس ایک چھرّا رہ گیا تھا تلوار چھن چکی تھی اسی چھرّے سے پھر لڑنا شروع کیا گھڑی بھر لڑے ہوں گے کہ اعداء دین میں شامل عروہ اور زید بن رفاء نے مل کر ان کو شہید کردیا۔

تاریخ کے اوراق اس سے بڑھ کر وفاداری وجانثاری کی نظیر نہیں پیش کرسکتے۔ ان وفادار اصحاب اور ناصروں کو دیکھ کر بے ساختہ دل کہہ اٹھتا ہے کہ شاید قلم قدرت نے ان اصحاب کی فہرست امام عالی مقام کی نصرت ومدد کرنے کے لئے خود تیار کی تھی۔

با وفا عاشق شبیرؑ شجاعت کے دھنی
منتخب ساری خدائی میں بہتر نکلے

یقینا اصحاب امام حسینؑ نے اپنے قول وعمل میں موافقت پیدا کر کے تاریخ صحابیت کا وقار اتنا بلند کردیا کہ اس سے زیادہ صحابی کا شرف ووقار بلند نہیں ہوسکتا۔ یقینا رہتی دنیا تک ان کی جانفشانیوں اور قربانیوں سے لوگوں کو جرأت مندی، ثابت قدمی، بہادری، قربانی، ایثار اور اپنے آقا کے لئے خلوص قلب کا پیغام ملتا رہے گا۔

حوالے:

۱۔سورۂ آل عمران، آیت ۱۴۶
۲۔طبری، جلد ۶، صفحہ ۲۳۹
۳۔ابن اثیر بحوالہ تاریخ احمدی، صفحہ ۲۵۹
۴۔ناسخ التواریخ، جلد ۶، صفحہ ۲۶۸